۲۹ / اپریل ۱۹۱۰ء

خطبہ جمعہ

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر:۱۹) کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج کل لوگوں کے یہ بات ذہن نشین کی جاتی ہے کہ آدمی آزاد ہے مگر جب پوچھا جاوے کہ کیا چور بھی آزاد ہے؟ زانی بھی آزاد ہے؟ تو حیرت زدہ ہو کر عجیب عجیب طور پر جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اپنے طور پر کچھ حد بندیاں کرنے لگتے ہیں۔ گویا اپنے قول کی آپ ہی تردید کر لیتے ہیں۔ میں نے آج کل کے تعلیم یافتوں سے پوچھا ہے کہ جیسے تم آزاد بنتے ہو اگر تمہارے ماں باپ بھی اسی قسم کی آزادی اختیار کر لیں تو تم کیسی مشکلات میں پڑتے۔ ماں پرورش ہی نہ کرتی اور یوں کہتی کہ چلو مجھے کیا پڑی ہے اس کا بول براز سنبھالوں اور یہ سوئے اور میں راتوں جاگوں' تیمارداری میں جان تک ہلکان کر دوں۔ باپ کہے چلو ہمیں کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ اسے خرچ دیں۔ غرض سب کے دماغ میں آزادی کی ہوا سما جائے تو یہ کارخانہ دم میں تباہ ہو جائے۔

ایسے ہی ایک دہریہ خیالات سے ‘جس کا قول تھا کہ اسلام کے اس قدر احکام کی پابندی مشکل ہے‘ میں نے پوچھا کیا تم میونسپلٹی کے قانون کی متابعت نہیں کرتے؟ پولیس کے قانون کو نہیں مانتے؟ ضابطہ فوجداری کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے؟ سوسائٹی کے رول کی قدر نہیں کرتے؟ کیا تم طبی قوانین کا لحاظ نہیں رکھتے؟ اور کیا ان کا مجموعہ قرآن مجید سے بہت بڑا نہیں ہے؟ تو وہ بہت نادم ہوا۔ عیسائیوں کے دماغ میں آزادی سمائی تو شریعت کو لعنت قرار دیا مگر ان کی سوسائٹی کے رول اس قدر ہیں کہ ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

ایک عالم کے منہ سے ایک بات نکلی جو میرے لئے نکتہ معرفت ہو گئی کہ پہلے تو میں اللہ سے ڈرتا تھا مگر جوں جوں علم بڑھتا گیا تو یہ خشیت کم ہوتی گئی۔ یہ اس لئے کہ ایسی کتابیں نہیں پڑھائی جاتیں جن سے خشیت بڑھے۔

مدارس کے بارے میں تو یہ بحث پیش آگئی کہ کس مذہب کی کتاب پڑھائی جاوے۔ میں کہتا ہوں انجیل کا ابتداء اور انتہاء اور قرآن مجید کا ابتدء اور انتہاء ہی دیکھ لو اور ان کا مقابلہ کرو۔ ایک میں الحمد ایسی جامع دعا ہے کہ دنیا اس کی مثل سے عاجز ہے اور اخیر تمام دکھوں سے بچنے کی راہ بتائی۔ دوسری میں ایک نسب نامہ ہے جو اخلاق و روح کے لئے کچھ مفید نہیں اور اخیر میں یہ لکھا ہے کہ وہ پھانسی دے دیا گیا۔ غرض علماء میں تو خشیت نہیں اور عوام کالانعام ان کے تابع ہوئے۔ گدی نشینوں کی حالت اس سے ناگفتہ بہ۔ امراء اپنی دولت میں مست۔ پھر اخبار نویس ہیں وہ دوسروں کی اصلاح پر تو تیار ہیں مگر اپنی اصلاح کے لئے کوئی کہہ دے تو لڑنے کو تیار ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جب تم کسی ناصح کی نصیحت کی قدر نہیں کرتے تو تمہارا کیا حق ہے کہ اپنی نصیحت کو منواؤ۔

پس میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ الٰہی حد بندیوں کو نگاہ رکھو اور ہر وقت نفس کا محاسبہ کرتے رہو کہ کل کے واسطے تم نے کیا تیاری کی ہے؟

(بدر جلد ۹ نمبر ۲۷-۲۸---۵ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱)

☆-☆-☆-☆